www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

مقالات

ممتاز احمد سالک

اسلام کا تصورِ آخرت اور معاشی زندگی

آخرت، اسلام کا ایک اہم اساسی تصور جو انسانوں کی فکر و سوچ اور معاشی رویوں پر بہت گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ آخرت کی زندگی ہی حقیقی اور لا فانی زندگی ہے۔ انسان کی کامیابی کا مطلوب و مقصود اسی زندگی میں سرخروئی ہے یہ دنیا انسان کے لئے ہے لیکن انسان آخرت کے لئے ہے۔ خالق و مالک کائنات نے اس دنیا پر انسان کو آزمائش کے لئے بھیجا ہے۔ یہ دنیا دراصل دارالامتحان ہے موت و حیات کا سلسلہ اسی مقصد کے لئے بنایا گیا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے

ٱلَّذِى خَلَقَ ٱلْمَوْتَ وَٱلْحَيَوٰةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْغَفُورُ (سورہ ملک : ۲)

"وہی ہے جس نے موت و زندگی کو بنایا تاکہ تمہیں آزما کر دیکھے کہ تم میں سے کون بہتر عمل کرنے والا ہے اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی۔

دنیوی زندگی میں انسان کو دی گئی تمام قوتیں، صلاحیتیں، وسائل و ذرائع، سامان عیش و عشرت اور بے شمار خفیہ اور ظاہری نعمتیں، ہر طرح کی معاشی اور دیگر سرگرمیاں، بھاگ دوڑ، گہما گہمی اور لیل و نہار کے سلسلے ختم ہو جانے والے ہیں۔ سورہ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت کی چیدہ چیدہ نعمتوں کا ایک خوبصورت موازنہ فرمایا ہے۔ اسباب دنیا کے تذکرے کا اختتام ان الفاظ میں کیا ہے

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو ٱلْجَلَـٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾

(سورہ رحمٰن : ۲۷)

"ہر چیز جو اس زمین پر ہے، فنا ہو جانے والی ہے اور صرف تیرے جلیل و کریم رب کی ذات ہی باقی رہنے والی ہے" یہ دنیا دارالعمل ہے اور آخرت دارالجزا، جہاں انسان کو اپنے ہر

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

چھوٹے بڑے اچھے اور برے کام کے نتائج کا سامنا کرنا پڑے گا

فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ۝٧ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ۝٨

(سورہ زلزال : ۸)

"پھر جس نے ذرہ برابر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ برابر بھی بدی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا" ہر آدمی اپنے اچھے برے اعمال کی کمائی کا خود ہی ذمہ دار ہوگا۔ وہ اس کی ذمہ داری کا بوجھ کسی دوسرے کے سر پہ ڈال کر خود کو بری نہیں کرا سکے گا

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ إِلَّا عَلَيْهَا وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ

(سورہ انعام : ۱۶۴)

"ہر شخص جو کچھ کماتا ہے اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو آخرت کی کھیتی قرار دیتے ہوئے فرمایا الدنیا مزرعة الاخرة یعنی انسان اس دنیا میں جو کچھ بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ اسے دنیا میں جو نعمتیں میسر ہیں ان سب کے بارے میں وہ جواب دہ اور مسئول ہے۔ اسے یہ بات ذہن میں رکھنی چاہئے کہ موت برحق ہے۔ ہر ذی روح نے اس کا ذائقہ ضرور چکھنا ہے (سورہ انبیاء : ۳۵) جب وہ مرتا ہے تو اپنی ساری کمائی یہیں چھوڑ دیتا ہے اور قبر کی آغوش میں خالی ہاتھ اتار دیا جاتا ہے۔ اس کی زمینیں' کھیت' مکانات' کاروبار' پلازے' کاریں موٹریں' بینک بیلنس' سب پیچھے رہ جانے والے وارثوں کے کام آتا ہے۔ ارشادِ نبوی ہے

يقول العبد مالى مالى! وان ماله من ماله ثلاث ما اكل فافنى اولبس فابلى او اعطى فاقتنى وما سوى ذلك فهو ذاهب وتاركه للناس

(مسلم : کتاب الزہد والرقائق)

"بندہ یہ کہتا ہے کہ میرا مال' میرا مال! حالانکہ اس کے مال میں سے اس کی اپنی صرف تین چیزیں ہیں ایک وہ جسے کھا کر ختم کردیا' دوسری وہ جسے پہن کر بوسیدہ کردیا تیسری وہ جسے صدقہ کرکے اپنے لئے محفوظ کرلیا' اس کے سوا سب کچھ اس کے ہاتھ سے جانے والا ہے جسے لوگوں کے لئے چھوڑ دے گا"

گویا اس کے استعمال و خرچ سے بچ جانے والا سارا مال اس کے وارثوں کے حصے میں

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

آتا ہے اور یہی اہل و عیال اور عزیز و اقارب جن کے لئے زندگی بھر تگ و دو کرتا ہے اور بسا اوقات اپنے مالکِ حقیقی کی حدود کو بھی پھلانگ جاتا ہے۔ جب آخرت میں وہ شخص اس کے حضور حاضر ہوگا تو یہ رشتے اس کے کچھ بھی کام نہیں آئیں گے۔ اس لئے دانشمندی کا یہ تقاضا ہے کہ دوسروں کی دُنیا سنوارنے کے لئے اپنی آخرت برباد نہ کرے ارشادِ ربانی ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّلَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ﴿٤١﴾

(سورہ دُخان : ۴۱)

"وہ ایسا دن ہوگا جب کوئی عزیز و ساتھی کسی عزیز و ساتھی کے کام نہیں آئے گا"

آدمی کے سب تعلق دار اگر اپنے اپنے دنیوی کاموں سے فرصت نکال سکیں تو اس کا جنازہ پڑھ کے اس کی میت کو لحد میں اتارنے تک اس کا ساتھ دے سکتے ہیں۔ جونہی وہ اس پر مٹی کی دبیز تہیں ڈال دیتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کے حوالے ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اس کا مال و اسباب بھی زیادہ سے زیادہ اس کے جنازے کی دھوم دھام، کفن کی عمدگی اور قبر کی پختگی تک اس کا معاون بن سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں نہ تو اسے عذابِ قبر سے رہائی دلا سکتی ہیں نہ عذابِ دوزخ سے، لٰہذا انسان کو چاہئے کہ ان نیک اعمال کی فکر کرے جو اسے دنیا میں بھی عزت و اطمینان دے سکتے ہیں اور آخرت کے تمام مراحل میں بھی اسے فوز و فلاح سے ہمکنار کرسکتے ہیں۔ ارشاد نبوی ہے

يتبع الميت ثلاث فيرجع اثنان ويبقى واحد. يتبعه اهله وماله و عمله فيرجع اهله وماله ويبقى عمله (مسلم : کتاب الزہد والرقائق)

"میت کے ساتھ (قبر تک) تین چیزیں جاتی ہیں، جن میں سے دو واپس لوٹ آتی ہیں اور ایک باقی رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اہل و عیال، مال اور عمل جاتے ہیں، عیال و مال تو واپس آجاتے ہیں مگر عمل باقی رہ جاتا ہے"۔

بقول اقبال ۔ یہ مال و دولت دنیا یہ رشتہ و پیوند
بتانِ وہم و گماں لا الٰہ الا اللہ

(ضربِ کلیم :۱۵)

جب انسان وہم و گمان کی اس دنیا سے نکل کر آخرت کی حقیقی زندگی میں قدم رکھے گا، اور میدان حشر میں اس کی کامیابی و ناکامی کا فیصلہ ہونے لگے گا تو اس کی کیا کیفیت ہوگی؟ قرآن میں ایک جگہ اس کی یوں جھلک پیش کی گئی ہے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيمٌ حَمِيمًا ﴿١٠﴾
يُبَصَّرُونَهُمْ ۚ يَوَدُّ الْمُجْرِمُ لَوْ يَفْتَدِي مِنْ عَذَابِ يَوْمِئِذٍ بِبَنِيهِ ﴿١١﴾
وَصَاحِبَتِهِ وَأَخِيهِ ﴿١٢﴾ وَفَصِيلَتِهِ الَّتِي تُؤْوِيهِ ﴿١٣﴾ وَمَن فِي الْأَرْضِ
جَمِيعًا ثُمَّ يُنجِيهِ ﴿١٤﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهَا لَظَىٰ ﴿١٥﴾ نَزَّاعَةً لِّلشَّوَىٰ ﴿١٦﴾ تَدْعُو
مَنْ أَدْبَرَ وَتَوَلَّىٰ ﴿١٧﴾ وَجَمَعَ فَأَوْعَىٰ ﴿١٨﴾ (سورہ معارج :۱۸)

"اور کوئی جگری دوست اپنے جگری دوست کو نہ پوچھے گا حالانکہ وہ ایک دوسرے کو دکھائے جائیں گے۔ مجرم چاہے گا کہ اس دن کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنی اولاد کو' اپنی بیوی کو' اپنے بھائی کو' اپنے قریب ترین خاندان کو جو اسے پناہ دینے والا تھا' اور روئے زمین کے سب لوگوں کو فدیہ میں دے دے اور یہ تدبیر اسے نجات دلا دے۔ ہرگز نہیں! وہ تو بھڑکتی ہوئی آگ کی لپٹ ہوگی جو گوشت پوست کو چاٹ جائے گی۔ پکار پکار کر اپنی طرف بلائے گی ہر اس شخص کو جس نے حق سے منہ موڑا اور پیٹھ پھیری اور مال جمع کیا اور سینت سینت کر رکھا"۔

اسلام نے دنیا کی زندگی' اس کے ساز و سامان اور اسباب و وسائل کی آزمائشی نوعیت کو زیادہ سے زیادہ نمایاں کیا ہے۔ تاکہ انسان اسے مقصد زندگی بنا کر جو مختصر سی عمر اور مہلت عمل اسے ملی ہے وہ ان کے حصول ہی میں ضائع نہ کردے۔ انسان یہاں پر جتنا مال و متاع اکٹھا کرے اور عیش و عشرت کے جتنے بھی مواقع اسے میسر آئیں بہرحال وہ ختم ہونے والے ہیں۔ اگر وہ انہیں ظلم و استحصال سے حاصل کرے گا تو آخرت کی ابدی زندگی میں اسے ضرور عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔ کوئی صاحبِ عقل آدمی انتہائی محدود اور عارضی لذت کے بدلے میں مستقل بدحالی اور دائمی مصائب کا شکار ہونے کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔ ارشاد ربانی ہے

وَمَا أُوتِيتُم مِّن شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَزِينَتُهَا ۚ وَمَا عِندَ
اللَّهِ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۚ أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿٦٠﴾ أَفَمَن وَعَدْنَاهُ وَعْدًا حَسَنًا
فَهُوَ لَاقِيهِ كَمَن مَّتَّعْنَاهُ مَتَاعَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ هُوَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
مِنَ الْمُحْضَرِينَ (سورہ قصص :۶۱)

"تم لوگوں کو جو کچھ بھی دیا گیا ہے وہ محض دنیا کا سامان اور اس کی زینت ہے اور جو

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کچھ اللہ کے پاس ہے وہ اس سے بہتر اور پائیدار تر ہے کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟ بھلا وہ شخص جس سے ہم نے اچھا وعدہ کیا ہو اسے پانے والا ہو، کبھی اس شخص کے برابر ہو سکتا ہے جسے ہم نے صرف حیاتِ دنیا کا سرو سامان دے دیا ہو پھر وہ قیامت کے روز سزا کے لئے پیش کیا جانے والا ہو؟"

بقول سید ابو الاعلیٰ مودودی

"اللہ کا دین انسان سے یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ وہ اس دنیا کی متاعِ حیات سے استفادہ نہ کرے اور اسکی زینت کو خواہ مخواہ ہی لات مار دے۔ اس کا مطالبہ صرف یہ ہے کہ وہ دنیا پر آخرت کو ترجیح دے۔ کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی، اور دنیا کا عیش کم تر ہے اور آخرت کا عیش بہتر، اس لئے دنیا کی وہ متاع اور زینت تو انسان کو ضرور حاصل کرنی چاہئے جو آخرت کی باقی رہنے والی زندگی میں اسے سرخرو کردے۔ یا کم از کم یہ کہ اسے وہاں کے ابدی خسارے میں مبتلا نہ کرے۔ لیکن جہاں معاملہ مقابلے کا آپڑے، یعنی دنیا کی کامیابی اور آخرت کی کامیابی ایک دوسرے کی ضد ہو جائیں وہاں دینِ حق کا مطالبہ انسان سے یہ ہے اور یہ عقلِ سلیم کا مطالبہ بھی ہے کہ آدمی دنیا کو آخرت پہ قربان کردے اور اس دنیا کی عارضی متاع و زینت کی خاطر وہ راہ ہرگز اختیار نہ کرے جس سے ہمیشہ کے لئے اس کی عاقبت خراب ہوتی ہو۔ (تفہیم القرآن، ج ۳، ص ۶۵۵)

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان هذا المال خضرة حلوة من اصابه بحقه بورک له فيه ورب متخوض فيما شاءت به نفسه من مال الله ورسوله ليس بقوم القيامة الا النار

(ترمذی، کتاب الزہد : باب اخذ المال بحقه)

"یہ مال تو سرسبز و شیریں ہے اس کے لئے جس نے اِسے حق کے ساتھ لیا، اُس کو اِس میں برکت دی جائے گی، بہت سی خواہشاتِ نفسانی کی پیروی کرنے اور اللہ اور اس کے رسول کے مال میں سے لینے والے ایسے ہیں جن کے لئے قیامت کے دن دوزخ کے سوا کچھ نہیں"۔

انسان کے لئے دنیا کی چیزوں میں بڑی کشش رکھی گئی ہے۔ وہ اپنی فطری رغبت ہی کی وجہ سے ان کی طرف کھچا چلا جاتا ہے۔ اپنی ذاتی خواہشات و ضروریات کی تسکین کے لئے دوسروں کے اموال غصب کرتا ہے۔ ان کی راہوں میں رکاوٹ بنتا ہے اپنے مفادات کے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحفظ کے لئے دوسروں کی تمناؤں کا خون کرتا ہے۔ اس سے پورا معاشی نظام ظلم و استحصال کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ اس کے سامنے دنیا کے سامان اور آخرت کی نعمتوں کی حقیقت واضح کر دی جائے۔ ارشاد ربانی ہے

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوَاتِ مِنَ النِّسَاءِ
وَالْبَنِينَ وَالْقَنَاطِيرِ الْمُقَنطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ
وَالْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَالْأَنْعَامِ وَالْحَرْثِ ذَٰلِكَ مَتَاعُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَاللَّهُ عِندَهُ حُسْنُ الْمَآبِ ﴿١٤﴾ قُلْ
أَؤُنَبِّئُكُم بِخَيْرٍ مِّن ذَٰلِكُمْ لِلَّذِينَ اتَّقَوْا عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتٌ
تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَأَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ
وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِالْعِبَادِ ﴿١٥﴾

(سورہ آل عمران : ۱۵)

"لوگوں کے لئے مرغوباتِ نفس، عورتیں، اولاد، سونے چاندی کے ڈھیر، چیدہ گھوڑے، مویشی اور زرعی زمینیں -- بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔ کہو میں تمہیں بتاؤں کہ ان سے زیادہ اچھی چیز کون سی ہے؟ جو لوگ تقویٰ کی روش اختیار کریں ان کے لئے ان کے رب کے پاس باغ ہیں، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، وہاں انہیں ہمیشگی کی زندگی حاصل ہوگی، پاکیزہ بیویاں ان کی رفیق ہوں گی اور اللہ کی رضا سے وہ سرفراز ہوں گے"۔

انسان طبعاً حریص واقع ہوا ہے اس حرص و لالچ کی کوئی حد نہیں، اس میں اتنا ہی زیادہ اضافہ ہوتا ہے جتنا زیادہ آدمی کے مال و دولت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

لوكان لابن آدم واديان من مال لابتغى واديا ثالثاً ولا يملأ جوف ابن آدم الا التراب ويتوب الله على من تاب (مسلم : کتاب الزکوٰۃ)

اگر اولادِ آدم کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ چاہتا ہے کہ اسے تیسری بھی ملے اس کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھرتی۔ اللہ تعالیٰ صرف اسی کی طرف رجوع کرتا ہے جو توبہ کرتا ہے۔ اور ایک مرتبہ فرمایا

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

یھرم ابن آدم ویشب منه اثنتان الحرص علی العمر والحرص علی المال

(مسلم : کتاب الزکوۃ)

آدمی بوڑھا ہو جاتا ہے مگر اس میں دو چیزیں جوان ہو جاتی ہیں' ایک زندگی کی حرص اور دوسری مال کی حرص۔

یہی حرص فی الحقیقت دنیا کے بیشتر فسادات کی جڑ ہے۔ یہ انسانوں کو حیوان اور دنیا کو دوزخ بنا دیتی ہے۔ دنیا کے معاشی بحرانوں پر قابو پانے کے لئے ضروری ہے کہ بے جا حرص و ہوس پر قابو پانے کی تدابیر اختیار کی جائیں۔ یہی وجہ ہے کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے معیشت میں اعتدال اختیار کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے انسانو! اللہ سے ڈرو اور اپنی خواہشات میں میانہ روی اختیار کرو کیونکہ کوئی جان اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس کا رزق پورا نہیں ہو جاتا' اگرچہ اس میں دیر لگے لہٰذا اللہ سے ڈرو اور طلبِ رزق میں اعتدال اختیار کرو' جو حلال ہے اسے حاصل کرو اور جو حرام ہے اسے چھوڑ دو" (ابنِ ماجہ : کتاب التجارات)

ایک اور مقام پر حضور صلعم نے حرص پر قابو پانے کے لئے حیاتِ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی بے توقیری کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

ما مثل الدنیا فی الاخرۃ الا مثل مایجعل احدکم اصبعه فی الیم فلینظر بما یرجع

(ترمذی و ابن ماجہ : کتاب الزہد)

دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسے تم میں سے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈالے اور پھر یہ دیکھے کہ اس کی انگلی پہ کتنا پانی لگا ہوا ہے۔

حرص کا مقابلہ کرنے کے لئے بہترین ہتھیار جو کسی انسان کو میسر آسکتا ہے وہ قناعت ہے۔ اس سے وہ دنیا میں بھی پر اطمینان زندگی بسر کرسکتا ہے اور آخرت میں بھی فوز و فلاح سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے

قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعه اللہ (ترمذی : کتاب الزہد)

"فلاح پا گیا وہ شخص جو اسلام لایا اور اسے بقدرِ کفایت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے قناعت عطا فرمائی"

اسلام یہ تصور دیتا ہے کہ دنیا میں کسی کو مال و دولت مل جانا لازمی بھلائی کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی یہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں' کرم نوازیوں اور مہربانیوں کا معیار ہے۔ نہ ہی اس سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں سے خوش ہے اور وہ اس کے محبوب بندے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہیں۔ یہ تو محض مادہ پرست لوگوں کی کج فہمی ہے کہ اپنی کامیابیوں کو مال و اولاد کے پیمانوں سے ماپتے ہیں۔ حالانکہ انہیں اصل حقیقت کا شعور ہی نہیں ہے۔

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُم بِهِۦ مِن مَّالٍ وَبَنِينَ ﴿٥٥﴾ نُسَارِعُ لَهُمْ فِى ٱلْخَيْرَٰتِ ۚ بَل لَّا يَشْعُرُونَ

(سورہ مومنون : ۵۶)

"کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ہم جو انہیں' مال و اولاد دیئے جا رہے ہیں تو گویا انہیں بھلائیاں دینے میں سرگرم ہیں؟ نہیں اصل معاملے کا انہیں شعور نہیں ہے"

یہ چیزیں دنیا میں اسے خواہ کتنے ہی فائدے پہنچائیں' لیکن آخرت کی اصل اور دائمی زندگی میں اس کے کوئی کام نہیں آسکیں گی۔

يَوْمَ لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ﴿٨٨﴾ (سورہ شعراء : ۸۸)

اس دن نہ مال فائدہ دے گا اور نہ اولاد۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں رزق کی تقسیم کے کچھ اپنے اصول اور مقاصد رکھے ہیں۔ اس کی اپنی حکمتیں اور مصلحتیں ہیں۔ اس میں اس نے مومن و کافر کا کوئی فرق نہیں رکھا۔ تاکہ وہ اپنے عقیدہ و عمل میں آزاد رہیں اور اس پر ایمان لانے اور اس کی اطاعت کرنے کے لئے معاشی طور پر مجبور نہ ہوں۔ اور پھر کافروں کو مال و اسباب دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے نزدیک اس دنیا کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے چنانچہ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے کہ آپ نے ایک مردار بکری کو ٹانگ اٹھائے پڑے دیکھا تو فرمایا! کیا تم دیکھ رہے ہو کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک کتنی حقیر ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ کے نزدیک دنیا اس سے کہیں زیادہ حقیر ہے جتنا کہ یہ اپنے مالک کے نزدیک حقیر ہو سکتی ہے۔ اگر اللہ کے نزدیک دنیا کی کوئی حیثیت ہوتی تو کافر کو اس میں سے پانی کا ایک قطرہ بھی کبھی نہ دیتا۔

(ترمذی و ابن ماجہ : کتاب الزہد)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو بھی دیتا ہے جو اس دنیا کے فوری اور جلد حاصل ہونے والے فوائد و مفادات کو اپنا مقصود بناتے ہیں اور ان کی ساری تگ و دو بس یہیں تک محدود ہوتی ہے اور ان لوگوں کو بھی دیتا ہے جن کے پیش نظر آخرت ہوتی ہے۔

مَّن كَانَ يُرِيدُ ٱلْعَاجِلَةَ عَجَّلْنَا لَهُۥ فِيهَا مَا نَشَآءُ لِمَن نُّرِيدُ ثُمَّ جَعَلْنَا لَهُۥ جَهَنَّمَ يَصْلَىٰهَا مَذْمُومًا مَّدْحُورًا ﴿١٨﴾ وَمَنْ أَرَادَ

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

اَلْاٰخِرَةَ وَسَعٰى لَهَا سَعْيَهَا وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ كَانَ سَعْيُهُمْ مَّشْكُوْرًا ﴿۱۹﴾ كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ ۚ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿۲۰﴾

(سورہ اسراء : ۲۰)

"جو کوئی (اس دنیا میں) جلدی حاصل ہونے والے فائدوں کا خواہشمند ہو، اسے یہیں ہم دے دیتے ہیں جو کچھ بھی جسے دینا چاہیں، پھر اس کے حصہ میں جہنم لکھ دیتے ہیں جسے وہ تاپے گا ملامت زدہ اور رحمت سے محروم ہو کر۔ اور جو آخرت کا خواہشمند ہو اور اس کے لئے سعی کرے جیسی کہ اس کے لئے سعی کرنی چاہیے، اور ہو وہ مومن، تو ایسے ہر شخص کی سعی مشکور ہوگی۔ اَن کو بھی اور اِن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامانِ زیست دیئے جا رہے ہیں، یہ تیرے رب کا عطیہ ہے اور تیرے رب کی عطا کو روکنے والا کوئی نہیں ہے"

طالبانِ دنیا اور طالبانِ آخرت کی تگ و دو کے نتائج میں فرق یہ ہے کہ طالبانِ آخرت کو دنیا میں اپنے مقدر کا رزق اور حصہ تو ملتا ہی ہے مگر آخرت میں بھی اس میں اضافہ ہوگا۔ لیکن طالبانِ دنیا کا سارا حساب اس دنیا ہی میں چکا دیا جاتا ہے۔ ان کی معاشی جدوجہد کے فطری ثمرات اور ان کے بعض اچھے اور فلاحی کاموں کے سارے فوائد انہیں دنیا ہی میں دے دیئے جاتے ہیں۔ وہ مال و دولت، جاہ و منصب، عزت و شہرت میں سے جس چیز کے مستحق ہوتے ہیں اسے چند روزہ زندگی میں حاصل کرلیتے ہیں آخرت میں ان کے لئے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

(شوریٰ : ۲۰)

"جو کوئی آخرت کی کھیتی چاہتا ہے اس کی کھیتی کو ہم بڑھا دیتے ہیں اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہتا ہے اسے دنیا ہی میں سے دے دیتے ہیں، مگر آخرت میں اس کا کوئی حصہ نہیں ہے"

ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بالا خانے میں تشریف لے گئے تو دیکھا کہ آپؐ کھجور کی ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے تھے۔ جس پر کوئی بستر نہیں تھا، اس لئے چٹائی کے ابھرے ہوئے حصوں کا نشان آپؐ کے پہلو میں پڑ گیا تھا اور آپؐ نے ایک ایسے تکیے پر ٹیک لگا رکھی تھی جس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تھی۔۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ رو دیئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت کے حالات میں کشادگی پیدا کردے، فارس اور روم کے لوگ تو فراخی میں رہتے ہیں اور دنیا انہیں خوب ملی ہوئی ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ آپ ؐ نے تکیے کی ٹیک چھوڑ دی اور فرمایا "اے ابن خطاب کیا تو شک میں مبتلا ہے؟ یہ تو ایسے لوگ ہیں جن کے اچھے کاموں کا صلہ جلدی سے اس دنیا کی زندگی میں مل گیا ہے" ایک اور روایت میں ہے کہ کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ انہیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت" (بخاری: کتاب المظالم)

حیاتِ آخرت کے ایمان و یقین اور انکار و تذبذب، پر انسان کی انفرادی و اجتماعی معاشی زندگی کا دار و مدار ہوتا ہے۔ اس سے دو ایسی مختلف ذہنیتیں تشکیل پاتی ہیں جو اس کے معاشی رویوں کا رخ تبدیل کردیتی ہیں اور اس کی معاشی سرگرمیوں کو مسلسل اپنی گرفت میں رکھتی ہیں۔

آخرت پر ایمان یقین رکھنے والا شخص کبھی دینار و درھم کا بندہ نہیں بن سکتا، اور نہ ہی وہ اپنی خواہشاتِ نفس کو اپنا معبود بنا سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اس حقیقت کو پالیتا ہے کہ دنیا کی ان گنت، متنوع بار بار پیدا ہونے والی اور بنت نیا روپ اختیار کرنے والی خواہشات ایک سراب کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جن کے پیچھے بھاگنے والا تھک ہار کر اپنی زندگی گنوا بیٹھتا ہے لیکن ان کی مکمل تسکین کبھی نہیں کرسکتا، یہ تو صرف آخرت کی زندگی ہے جس میں اس کی ہر خواہش پوری ہوگی۔ اسے اپنے رب کا یہ فرمان سہارا دیتا ہے

وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيَ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾

(سورہ حم السجدہ: ۳۱)

"وہاں جو کچھ تم چاہو گے تمہیں ملے گا اور ہر چیز جس کی تم خواہش کرو گے تمہاری ہوگی"

آخرت کا تصور انسان کو رزق میں اعتدال و میانہ روی کی راہوں پر گامزن کرتا ہے۔ اس پر پختہ یقین رکھنے والا شخص کاروبارِ زندگی میں حصہ لیتا ہے اپنی صلاحیت و بساط کے مطابق اپنے معیارِ زندگی کو بھی بلند کرتا ہے مگر وہ مال و دولت پر بھوکے بھیڑیوں کی طرح نہیں جھپٹتا۔ اس کے حصول، خرچ اور انتقال و استعمال میں کبھی ناجائز اور حرام ذرائع اختیار نہیں کرسکتا۔ جس شعبے کو اختیار کرتا ہے اس میں امانت و دیانت اس کا شعار ہوتی ہے۔ نہ وہ خود ظلم کرتا ہے اور نہ اپنے اوپر والوں کے ظلم و استحصال میں کسی طرح کی مدد و

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

معاونت کرتا ہے۔ اور نہ ہی اپنے سے نیچے والوں کی زیادتیوں اور حرام خوریوں کو کسی صورت برداشت کرسکتا ہے کیونکہ اس کا اصل عہد و پیمان اور وفاداری اس کائنات کے خالق و مالک سے ہوتی ہے۔ وہ اس کی خوشنودی اور اس کی جزا کی آس میں دنیا کے ہر نقصان اور خوف و خطر کا مردانہ وار مقابلہ کرسکتا ہے۔ وہ لوگوں کے حقوق کسی مجبوری، دباؤ اور احتجاج کے امکان کی بنا پر نہیں بلکہ اس لئے ادا کرتا ہے کہ اس کا فرض ہے اور اس فرض کو پورا کرنے سے اسے قلب و ذہن کے اطمینان کی دولت میسر آتی ہے۔ دنیا کی عارضی زندگی اس کا مطلوب و مقصود نہیں ہوتی اس لئے وہ مادہ پرستوں سے مرعوب نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کی زینت و آرائش اس کی نظروں کو خیرہ کرتی ہے۔ نہ ہی ایسے لوگوں سے زیادہ میل ملاپ رکھنے اور دوستی و تعلقات مضبوط کرنے کی اس میں آرزو ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے وسائل کے اندر رہ کر زیادہ راحت و سکون کی زندگی بسر کرتا ہے۔ قناعت و توکل کی نعمت اسے دنیا کی بے شمار پریشانیوں اور اذیتوں سے بھی نجات دلاتی ہے اور آخرت میں بھی بلند درجات کا اسے مستحق بناتی ہے۔ فوز و فلاح ہی اس کا مقدر ہے، اسے اگر خوشحالی اور وسائل کی فراوانی میسر آتی ہے تو

خیرات، صدقہ اور شکرو سپاس کے ذریعے اسے حاصل کرتا ہے اور اگر تنگی و قلت کا سامنا کرتا ہے تو صبرو قناعت کے ذریعے اسے پالیتا ہے دونوں صورتوں میں اسکے رجات و مراتب بلند ہوتے ہیں۔

آخرت کا شعور انسان کو ایثار پیشہ بناتا ہے اس کے دل کو محبت، اخوت، ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات سے لبریز کر دیتا ہے۔ وہ ضرورتمند کی حاجت روائی کرکے مسرور و شاد ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ لوگوں کو فقرو افلاس، قرض ومرض اور مسائل و مشکلات کے چنگل سے نکالنے کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے۔ وہ معاشی معاملات میں عدل و احسان کا رویہ اختیار کرتا ہے احتکارو اکتناز، ناجائز منافع خوری، جھوٹ و دھوکہ اور دیگر اخلاقی و معاشی خرابیوں کا اس سے صدور ناممکن ہو جاتا ہے۔ اس طرح معیشت کے انفرادی دائروں میں ایک انقلاب برپا ہو جاتا ہے لوگوں کے تمام باہمی معاشی معاملات و تعلقات ہمدردانہ، پر اعتماد اور مستحکم ہو جاتے ہیں اور تمام عاملینِ پیدائش کو بلا تردد جائز حصے اور حقوق ملتے رہتے ہیں۔

تصور آخرت پورے معاشی نظام پر بھی انتہائی خوشگوار اثرات مرتب کرتا ہے۔ نظام، افراد ہی کے رویوں سے معرض وجود میں آتا ہے اور وہی اسے چلاتے ہیں اور اسے مضبوط و مستحکم بھی کرتے ہیں اس کا بناؤ یا بگاڑ افراد ہی کی سوچ اور طرزِ عمل پر منحصر ہوتا ہے۔ اس

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

لئے لوگوں کے صالح اعمال پورے نظام کو عدل و انصاف، اور امن و آشتی سے ہمکنار کر دیتے ہیں۔ نفسا نفسی کے خاتمے اور اعتماد و تعاون کی عمومی فضا کی وجہ سے بڑے بڑے معاشی بحرانوں سے نجات مل جاتی ہے تمام لوگ اپنی ذمہ داریاں پورے خلوص و جذبے سے ادا کرتے ہیں اور اپنے اوپر عائد شدہ حقوق و واجبات خوشدلی اور دیانتداری سے ادا کرتے ہیں اس لئے ریاست کی مالیات مضبوط ہوتی ہے اور معاشرے کی تعمیر و ترقی کیلئے بڑے بڑے منصوبوں پر عمل کرنا آسان ہو جاتا ہے، سرمایہ کاری کو فروغ ملتا ہے اور تمام مادی و انسانی وسائل کا صحیح اور بھرپور استعمال ہوتا ہے اور بھوک و افلاس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

یہ محض ایک مفروضہ نہیں بلکہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔ اسلام نے بہت قلیل عرصے کے اندر سب سے پسماندہ، بے آب و گیاہ اور غربت و افلاس کے مارے ہوئے خطے کے لوگوں کو پوری دنیا کا امام بنا دیا۔ زمینیں وہی تھیں، آلات و اوزار میں بھی کوئی بڑا تغیر نہیں ہوا تھا لیکن نئے اور منفرد تصورات نے ایک ایسے معاشی نظام کو جنم دیا جس نے اللہ کی رحمتوں، نعمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دیئے اور معاشی حالات کی کایا پلٹ دی پھر اسلامی ریاست کی سرحدیں جہاں جہاں تک وسیع ہوتی گئیں وہاں وہاں آسودگی اور خوشحالی کا دور دورہ ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ بعض علاقوں میں ڈھونڈے سے بھی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔

شمارہ ہذا کی ترسیل کے ساتھ ہی متعدد معاونین کا زر سالانہ ختم ہو چکا ہے لہٰذا جن قارئین کو اس شمارہ کے ساتھ نوٹس تجدید موصول ہو، ازراہ کرم پہلی فرصت میں زر تعاون ارسال فرما کر شکریہ کا موقعہ دیں۔ والسلام

مینجر "محدث"

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ